دکھے دل کا پیغام وابستگان علم کے نام

یعنی: ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے تابندہ نقوش کی ایک جھلک

از: مولانا مفتی عبداللہ صاحب دامت برکاتہم

الحمد للہ رب العٰلمین رب السماوات والارض رب العرش الکریم -والصلاۃ والسلام علی النبی الامی الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین-

بندۂ ناچیز قضاوقدر کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے سنت یوسفی پر عمل پیرا ہے،اسی دوران ہمارے شیخ کے محبوب ومنظورِنظر ہر دل عزیز خاص وعام حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ کھروڈ کی طرف سے دعوت نامہ آیا کہ یادشیخ اور اپنے محبوب کے فیض کو جاری وساری رکھنے کے جذبہ سے ایک محفل علمی منعقد فرما رہے ہیں،تو میں نے بھی دعوت کو بصد شوق منظور کرتے ہوئے از پس زنداں بذریعہ نقوش حاضری کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔اللہ تعالیٰ سب کی حاضری کو قبول فرمائے۔آمین

میرے حضرت ایسے مدرس ،ایسے محدث،ایسے مربی ،ایسے قلندر اور ایسے مردم شناس کہ ’’ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے‘‘ کے حرف بہ حرف مصداق تھے۔

جب حضرت الاستاذ کے بارے میں سوچتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ کل تو ہم ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر رہے تھے پھر ان ہی کے زیر تربیت تدریسی سلسلہ جاری کرتے ہوئے حضرت ہی کے ایماء اور حکم پر درس بخاری شریف کی بھی سعادت حاصل رہی ،پھر یکا یک حضرت دامت برکاتہم سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سننے پر سماعت کو مجبور ہونا پڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔اور حضرت ہم سب کو روتا بلکتا چھوڑ کر چل دیے جس سے دل یوں گویا ہوا۔کہ

اس عرصۂ قلیل میں آئے چلے گیے　　　آئے ،ہوئی اذاں، جو گیے،تو ہوئی نماز

حضرت والا کی ولادت،بچپن،لڑکپن، وطن مالوف،آپ کی تعلیم گاہیں، بالخصوص مانی کلاں اور مظاہر علوم،اساتذہ میں حضرت علامہ ضیاء الحق کی ضیاپاشی حضرت مولانا اسعداللہ(ناظم صاحبؒ) کی تربیت کی سعادت،حضرت شیخ الحدیثؒ کا محدثانہ رنگ؛ان تمام موضوعات پر کافی وافی لکھا گیا اور لکھا جاتا رہے گا،اس عاجز کے پیش نظر حضرتؒ کی شان محدثانہ اور درس بخاری شریف ،مجردانہ،متقیانہ حیات باسعادت ،نیز شیخین جلیلین حضرت ناظم صاحبؒ اور حضرت شیخ زکریاؒ کی عنایات خاصہ اور پھر حضرتؒ کی غیر اختیاری فقر سے ترقی کر کے فقر اختیاری کی امتیازی شان پر کنائی اور اشاری انداز میں جذبات قلبیہ کو نقوش کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی وسعادت حاصل کر رہا ہوں۔

تو آیئے حضرت والا کی شان تدریس ملاحظہ فرمائیں:

(۱)......حضرتؒ کی شان تدریس:

صحیح بخاری شریف کے درس کے لیے اس طرح تیاری فرماتے کہ کسی طرح کی کوئی تشنگی باقی نہ رہتی، چناں چہ دوران مطالعہ کتاب پر اس طرح کے حواشی تحریر فرماتے۔

☆.........مختصر اشارات جو بین السطور یا حاشیہ پر تحریر کرتے ،جس سے بوقت تدریس مدد لیتے۔

☆ ....الگ کاغذ پر خلاصۂ باب، غرض مصنف اور مناسبت ابواب تحریر فرماتے جو بہت ہی محقق اور مدلل ہوتے تھے۔

☆ ....بعض دقیق مسائل کو مستقلاً تحریر فرماتے، جیسے کہ اس موضوع کا ایک مستقل رسالہ ہو۔

نیز درس کے دوران کتاب کی پوری عبارت کو حل فرماتے اور ہر قول باحوالہ بیان فرماتے، کہ مسلک و مذاہب اربعہ کی واضاحت کے ساتھ دیگر ائمہ متبوعین اور علماء کے اختلافات کو ان کا نام لے کر دلائل کے ساتھ بیان فرماتے۔ نیز آپ کا درس نہایت مرتب اور محقق ہوتا اور شروع سے اخیر تک توازن برقرار رہتا، بہت سی ایسی جگہیں جہاں پر شراح عظام نے حرف آخر کہہ کر بات ختم کر دی اس سے آگے بھی آپ تحقیق فرماتے، یعنی کسی طرح کی کوئی تشنگی باقی نہ رہتی تھی، ایسے بہت سے واقعات کتابوں میں مذکور ہیں۔

درس بخاری کے لیے اس طرح اہتمام کرتے کہ وضو فرماتے، خوشبو لگاتے اور عمامہ باندھتے، نیز جب تک قوت و طاقت تھی بخاری شریف خود اپنے سینے سے لگا کر لاتے۔

(۲)......حضرتؒ کی شانِ محدثانہ:

آپ کی محدثانہ شان سے متعلق صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اس دورِ اخیر کے امیر المؤمنین فی الحدیث کہے جانے کے سو فیصد مستحق تھے۔ کیوں کہ جہاں تک میرا گمان ہے، برصغیر میں علم حدیث کے متعلق خصوصی کارنامے جن حضرات نے رقم کروائے ہیں ان میں سرفہرست شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہیں، پھر آپ کے صاحب زادے شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے حلقۂ علم حدیث کو وسیع کیا، پھر آپ کے حقیقی جانشین شاہ محمد اسحاق دہلویؒ نے کتب حدیث کا محدثانہ اور فقیہانہ انداز سے اس طرح درس دیا کہ مجمع البحرین ہونے کا حق ادا کر دیا، چناں چہ آپ کے سب سے نمایاں شاگرد شاہ عبد الغنی محدث دہلویؒ تھے، جن کا فیض عرب وعجم میں عام ہوا اور خوب پھیلا، آپ کو سنت سے محبت اور بدعات سے نفرت ورثہ میں ملی تھی۔ اور یہ دونوں قیمتی چیزیں آپ سے ہندوستان کے دو قابل قدر اور قابل اتباع امام یعنی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ میں منتقل ہوئیں اور ان حضرات نے اس کا حق بھی ادا کر دیا، جو ظاہر اور عیاں ہیں، نیز اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو صحاح ستہ کی تعلیم کو ہندوستان میں عام کرنے کا سہرا حضرت گنگوہیؒ کے سر جاتا ہے۔ چناں چہ آپ فقہ وحدیث کے میدان میں وحید عصرہ اور فرید دہرہ کے حقیقی مصداق تھے۔ آپ کے بعد یہ سعادت حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے حصہ میں آئی، اسی طرح علمائے فرنگی محل میں حضرت مولانا عبد الحی فرنگی محلیؒ نے مختصر سی عمر میں حدیث وفقہ کی ایسی خدمت انجام دی جس کی مثال عام ادارے بھی نہیں پیش کر سکتے۔

پھر یہ سعادت ہمارے حضرت کے حصہ میں وافر مقدار میں آئی کہ حضرتؒ نے بخاری شریف اور کتب حدیث کا حق ادا کر دیا، نیز فوائد حدیث اور استنباط مسائل اور کتاب کی تہ تک پہنچنے میں غیر جانب دارانہ تحقیق فرماتے، سنت سے محبت، بدعت سے نفرت اور تحقیق میں حضرت گنگوہیؒ سے بہت مناسبت رکھتے تھے، اور محدثانہ تحقیقات میں حضرت کشمیریؒ اور حضرت فرنگی محلیؒ کے قریب تر تھے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ حضرت علامہ ابن حجرؒ کے بعد بخاری شریف کے مقاصد کی تحقیق استاذ محترم کے حصہ میں آئی ہے۔

آپؒ کے علم کی شہادت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ کی جوانی میں حضرت شیخ زکریاؒ نے وہ الہامی خط لکھا جو آپ کے مستقبل کا ترجمان بن کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوا۔ کسی نے بالکل صحیح کہا ہے۔ ؎

اذا قالت حذام فصدقوھا   فان القول ماقالت حذام

لہٰذا ان اکابرین کے لیے اتنا کہنا کافی ہے کہ ؎

(۳)......حضرتؒ کا ایثار برائے حدیث:

علم حدیث کے حصول اوراس کی ترویج کی خاطر آپ نے تجرد کی زندگی اختیار کرلی اوراس میں اس قدر منہمک ہوئے کہ پورے پچاس برس بخاری شریف اور پینتیس برس مسلم شریف اور دیگر کتب حدیث کا درس دیا اور فراغت سے موت تک مظاہر علوم کی چہار دیواری کو ہی اپنا مسکن بنائے رکھا۔

حضرت الاستاذ کا یہ علمی اور حدیث پاک کا فیض ہندستان ہی تک محدود نہیں رہا بل کہ دیگر ممالک بھی دیار عجم کے ساتھ ساتھ فیض یاب ہوتے رہے۔ بالخصوص دیار عرب کے کبار مشائخ جیسے شیخ احمد عاشور، شیخ صفوان داؤدی، شیخ حامد اکرم بخاری، شیخ مرغوب مدنی وغیرہ نے صحاح ستہ حرفاً حرفاً پڑھ کر اجازت سند حاصل کی۔

(۴)......جذبۂ امر بالمعرف اور نہی عن المنکر :

حضرتؒ نے اس سلسلے میں کسی کی پرواہ کیے بغیر ہر وارد و صادر کو اتباع سنت کی ترغیب دیتے اور منکر چیز پر ٹوک دیتے خواہ وہ کوئی بڑے سے بڑا عالم ہو یا عام آدمی، کبھی کبھی کشف کے ذریعہ کسی کو تنبیہ فرماتے اور وہ اس مرض میں مبتلا ہوتا تو سچی پکی توبہ کرکے نیک اور صالح بن جاتا، اگر چھوٹے بچے آتے تو پوچھتے کہ حافظ ہو تو اگر نہ ہوتا تو اسے حافظ بننے کی ترغیب دیتے اور اگر آنے والا حافظ ہوتا تو یومیہ ایک پارہ نفل میں پڑھنے کا حکم دیتے۔

(۵)......حضرت کا سایۂ شفقت اس عاجز پر:

اس عاجز وفقیر پر طالب علمی کے زمانہ سے لے کر آزمائش کے دور تک وہ عنایات، وہ شفقت اور وہ ادعیۂ مشفقانہ رہیں کہ اس کی عکاسی کرتے ہوئے بدن لرزہ براندام، آنکھیں اشکبار، ہاتھ لرزیدہ بل کہ قلم جنبیدہ ہیں، اللہ تعالیٰ ہی حضرت کو درجات عالیہ سے نواز کر اس شارح کلام حبیبؐ اور متبع سنت کو جوار نبوی کی دولت سے سرفراز فرمائے۔

بہر حال! بہت سی باتیں لکھنے کی ہیں اور بہت سے لوگوں نے لکھا ہوگا میری طرف سے اتنا ہی قبول فرمالیں، بالخصوص آج کی اس مجلس میں ہم وابستگان علم کو پیغام دیتے ہیں کہ ہمیں حضرتؒ کی زندگی کو مشعل راہ بناتے ہوئے، حضرتؒ کے اوصاف حمیدہ یعنی گمنامی، یکسوئی، ذوق تحقیق وتدقیق (جو تدریس کے لیے سنگ میل ہے) خدا ترسی (جو معرفت رب کے لیے اساس اور بنیاد ہے) اور افراد سازی (جو فیض جاری کے لیے سلم اور سیڑھی ہے) اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اس شعر کے ساتھ میں اپنی تحریر ختم کرتا ہوں۔ کہ ؎

وما کان قیس هلکه هلك واحد   ولکنه بنیان قوم تهدما